معاشی استحکام کے لیے اسراف کے عدم جواز کا فقہی حکم

خلاصہ :

اسلام اعتدال، میانہ روی اور افراط و تفریط سے پاک دین ہے اسلام مختلف طریقوں سے اپنے پیروکاروں کو اعتدال اور راہ راست پر رکھنے کی کوشش کرتا ہے ہر قسم کے افراط و تفریط کے خلاف ہے کیونکہ اسے مسلمانوں کے دنیوی، اخروی، فردی اور اجتماعی زندگی کے لیے نقصان دہ سمجھتا ہے ایک اہم معاشی نکتہ جس پر قرآن اور احادیث میں خصوصی توجہ دی گئی ہے وہ اسراف ہے کیونکہ اس سے معاشرے، خاندان اور فرد کو بہت زیادہ معاشی نقصان پہنچتا ہے قرآن کریم اور احادیث مبارکہ نے مختلف موارد میں اسراف کے بارے میں بحث کی ہے اور اس کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا ہے۔ آیات اور روایات جو اعلان کرتی ہیں کہ خدا (اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا) اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ اسراف کرنے والا اپنے تمام اچھے اعمال اور اخلاقی اوصاف کے باوجود خدا کی محبت اور قرب کو حاصل نہیں کر سکتا۔ قرآن کریم اور احادیث میں اسراف کے مسئلہ اور اس کے نقصانات کو بیان کرنے کے ساتھ زندگی میں اعتدال اور میانہ روی کی دعوت بھی دی گئی ہے اسراف کی حرمت چاروں فقہی ادلہ (قرآن، سنت، اجماع اور عقل) سے مسلم طور پر ثابت ہوتی ہے، مقالہ ھذا میں اسراف اور معیشت کے لغوی اور اصطلاحی مفاہیم، معاشی اور اقتصادی اسراف کا معیار اور معیشت پر اسراف کے منفی اثرات کو بیان کرنے کے ساتھ اسراف کے عدم جواز کو چاروں فقہی منابع کے ذریعے ثابت کیا گیا ہے۔

کلیدی کلمات: اسراف، معیشت، اقتصاد، فقہی، جواز

مقدمہ

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے جس کی تعلیمات میں قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے ہدایت کا سامان موجود ہے انسانی زندگی میں معیشت اور نظم معیشت نہایت ہی اہمیت کے حامل ہے کسی بھی ملک کے لئے اقتصاد کو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہوتی ہے اقتصاد اور معیشت کی مضبوطی اس ریاست کی کامیابی کی ضمانت ہوتی ہے معاشی جد و جہد اور کسبِ معاش کے لیے اسلام کے فراہم کردہ اصولوں میں محنت، اس کی ضرورت و عظمت اور معاشی لین دین میں صداقت و امانت اور دیانتداری کو ضروری قرار دینے کے ساتھ دھوکہ دہی، ذخیرہ اندوزی، سود اور اسراف کو حرام بھی قرار دیا ہے اسلام انسانوں کو میانہ روی اور اعتدال کے ساتھ زندگی گذارنے کا سلیقہ سکھاتا ہے بشر کی انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی زندگی، خوشی کا موقع ہو یا غم کا، عبادت کا میدان ہو یا تجارت، قومی مسائل ہوں یا شخصی امور، ملکی سیاست ہو یا خارجی سیاست، کھانے پینے کے مسائل ہوں یا لباس سے متعلق قواعد، اصول تعمیرات ہوں یا دیگر

ضروریات زندگی ہمارے دین نے نہایت عادلانہ طریقے سے ان تمام امور کے حدود کو مشخص کیا ہے اور بنی نوع بشر کو افراط و تفریط سے بچنے کی تلقین کی ہے ساتھ ہی معیشت کے اصول کے مطابق سرمایہ کا کچھ حصہ خرچ کیا جاتا ہے اور کچھ حصہ بچایا جاتا ہے پھر اس بچت سے سرمایہ کاری کی جاتی ہے لیکن بے جا اسراف سے معیشت کی ترقی اور استحکام پر تباہ کن اثرات مرتب ہوتے ہیں انسانوں کا اپنی ضروریات زندگی سے بڑھ کر دیکھاوا، نفس کی تسکین یا معاشرے میں اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے جو مال خرچ کیا جاتا ہے اسے اسراف کہا جاتا ہے اگر روزمرہ زندگی کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسراف کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں بے شمار معاشی، سماجی اور نفسیاتی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ ایک اہم اقتصادی نکتہ جس پر قرآن کریم میں خصوصی توجہ دی گئی ہے وہ اسراف اور فضول خرچی سے بچنا ہے کیونکہ اس سے معاشرے، خاندان اور یہاں تک کہ فرد کو بہت زیادہ معاشی نقصان پہنچتا ہے در حقیقت اسراف سے نہ صرف معاشرے کی معیشت کو نقصان پہنچے گا بلکہ خاندانی زندگیاں بھی درہم برہم ہو جائیں گی لھذا دین مبین اسلام نے مال کے کمانے اور خرچ دونوں کو محدود کیا ہے نہ مال کے کمانے میں افراط و تفریط کی اجات دی ہے نہ خرچ میں چونکہ دین بشر کو زندگی گذارنے کا نہایت آسان راہ دیکھاتا ہے اور بشر کو کفایت شعار بنانے کے ساتھ غفلت سے بیدار بھی کرتا ہے، بخل سے دور اور اسراف سے منع کرتا ہے اب سوال یہ ہے کہ کیا دین نے ان مسائل کا حل پیش کیا ہے؟ جی ہاں دین مبین اسلام نے ہمیں اسراف سے روکنے کے علاوہ قناعت اور کفایت شعاری کا درس بھی دیا ہے مقالہ ھذا میں "اسراف" کے حوالہ سے کچھ معروضات پیش کیا جائے گا، کیونکہ اسراف کا تصور معاشرے کے تمام شعبہ ہای زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد چاہے خواص ہوں یا عوام کے ذھنوں سے مٹ چکا ہے بقول مقام معظم رہبر! بد قسمتی سے ہمارا معاشرہ اسراف کے مرض میں بتلا ہو چکا ہے یہ اسرف زندگی اور معیشت دونوں کو تباہ کرتا ہے۔[1] اسلام کے اہم احکام میں سے ایک ایسا حکم جس کا ہر مہذب انسان خیر مقدم کرتا ہے اللہ تعالی کے نعمتوں سے صحیح طریقے سے استفادہ کرنا ہے ان الہی نعمتیں خواہ ہمارے ارد گرد کی فطرت میں ہوں یا ہمارے وجود میں، اس طرح استفادہ کرنا چاہئے کہ یہ نعمتیں انسانی ترقی اور سربلندی کا باعث بنے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں بہت سے لوگ اس فضل الہی کو صحیح سمت میں استعمال نہیں کرتے اسی وجہ سے اللہ تعالی نے اسراف کی حرمت کا مسئلہ بیان فرمایا فقہاء کا کہنا ہے کہ کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ اسراف اور فضول خرچی ہے۔

۱۔ معاشیات اور اسراف کا معنی و مفہوم

اکثر اشکالات و ابھامات کا منشاء مفاہیم کا مبہم ہونا ہے جس کے نتیجے میں ان کے مصادیق بھی مبہم ہوتے ہیں بلاشبہ "اسراف" کے معنی و مفہوم کی وضاحت اس کے فقہی حکم کو واضح کرنے میں اہم کردار ادا کرے گی لھذا پہلے اسراف کے لغوی اور اصطلاحی مفاہیم بیان کیا جائے گا تاکہ اصل بحث کو سمجھنا آسان ہو جائے۔

معیشت کا لغوی معنی

---

[1] ۔ بیانات رھبری، ۳۰/۰۶/۱۳۹۵

معاش، معیشت کے الفاظ عاش یعیش سے مشتق ہیں جس کا معنیٰ زندگی گزارنا ہے

ابن منظور نے اس کا معنی یوں بیان کیا ہے: العَيْشُ: الحياةُ، عاشَ يَعِيش عَيْشاً وعِيشَةً ومَعِيشاً ومَعاشاً وعَيْشُوشةً والمَعِيشةُ مَا يُعاشُ بِهِ[2] "العیش کا معنی زندگی، یہ عاش یعیش عیشا اور عییشۃ سے بنا ہے اور معیشت سے مراد زندگی بسر کرنے کے ذرائع ہیں۔

اقتصادیات اردو میں اور اکنامکس (Economics) انگریزی میں معاشیات کے مترادف کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ اقتصاد کا لفظ عربی میں میانہ روی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

اصطلاحی معنی

اسی طرح اقتصاد کا لفظ اصطلاحی طور پر روزی کمانے اور مالی امور کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

الاقتصاد:علم يبحث في كل يتعلق بالثروة والمال والتكسب والتملك والانفاق،والاقتصاد يبحث ايضا في مسائل الانتاج والاستثمار ومسائل الانتفاع والخدمات مسائل االغنى والفقر[3]

"علم الاقتصاد ہر اس شے سے بحث کرتا ہے جو کثرت مال وزر، رزق حلال کمانے، کسی شے کا مالک ہونے اور خرچ کرنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اسی طرح پیداوار اور مال کی برتری کے مسائل، نفع کے حصول اور خدمات کی فراہمی، امیری اور غریبی کے مسائل بھی اسی موضوع کے تحت آتے ہیں

بعض نے معیشت کی تعریف یوں کی ہے

"معیشت ان طریقوں کے مطالعہ، تشخیص اور انتخاب کا نام ہے جس کو انسان وسائل سے استفادہ کرنے اور پیداوار بڑھانے اور ان کو تقسیم کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے"۔[4]

اسراف کا لغوی مفہوم

لفظ "اسراف" کو مادہ سرف سے لیا گیا ہے اور اسراف کے مختلف معانی ہیں

خدا کی نافرمانی میں خرچ کرنا

الاسراف فهو ما أنفق في غير طاعة الله قليلا كان أو كثيراً[5] **جو بھی مال اللہ کی نافرمانی میں خرچ کیا جائے خواہ کم ہو یا زیادہ اسراف کہلاتا ہے**

اقتصاد کا نقیض

الإسراف نقيض الاقتصاد[6] *اسراف یعنی اقتصاد (میانہ روی) کا نقیض*

---

[2]۔ ابن منظور، لسان العرب، ج٦، ص٣٢١

[3]۔ الشرباصی، احمد، المعجم الاقتصادی الاسلامی، ص٣٦

[4]۔ الھامی نیا، علی اصغر وھمکاران، اخلاق اقتصادی، ج١، ص ١٢

[5]۔ ابن منظور، لسان العرب، ج٩ص١٤٨

[6]۔ فراھیدی، خلیل بن احمد، کتاب العین، ج٧، ص ٢٤٤

حد سے تجاوز

السّرَفُ تجاوزُ الحدّ فی کلّ فعلٍ یفعله الإنسان[7] اسراف کسی شخص کا اپنے عمل میں حد سے تجاوز کرنا ہے۔ان سب معانی کی برگشت ایک ہی معنی کی طرف ہے یعنی کسی بھی کام میں اعتدال سے تجاوز کرنے کو اسراف کہا جاتا ہے اس بنا پر اسراف ظلم سے اخص ہے دوسرے لفظوں میں ہر اسراف ظلم ہے لیکن ہر ظلم اسراف نہیں ہے کیونکہ ظلم سے مراد اشیاء کو اس کے اپنے مقام سے ہٹانا ، اور اس کے اصل مقام کی رعایت نہ کرنا ہے یہ معنی اسراف کے معنی سے اعم ہے کیونکہ اسراف صرف اعمال میں حد سے تجاوز کرنے کو کہا جاتا ہے۔ جو شخص حد سے بڑھ کر کھائے وہ مسرف بھی ہے اور ظالم بھی ، مسرف ہے کیونکہ اس نے کھانے میں ضرورت سے تجاوز کیا ہے اور ظالم بھی ہے کیونکہ اس نے نظامِ خلق میں کھانے کے جو قانون ہے اس کی پابندی نہیں کی اور کم از کم اس نے اپنے جسم پر ظلم کیا ہے لیکن جو اپنی ضرورت سے کم کھاتا ہے وہ ظالم ہے لیکن مسرف نہیں ہے کیونکہ اس نے اپنے آپ پر ظلم تو کیا ہے لیکن حد سے تجاوز نہیں کیا،ظالم اس لحاظ سے ہے کہ اس نے اتنا نہیں کھایا جتنا اس کے جسم کی ضرورت تھی اس طرح سے اس نے اپنے جسم کو نقصان پہنچایا۔

اسراف کا اصطلاحی مفہوم

اگرچہ اسراف کا اصطلاحی مفہوم بھی اس کے لغوی مفہوم سے لیا گیا ہے اور دونوں میں زیادہ فرق بھی نہیں ہے لیکن اس کے مصادیق بعض صورتوں میں مختلف ہو سکتے ہیں کیونکہ اسراف کا لغوی مفہوم اصطلاحی مفہوم کے مقابل میں اخص ہے اصطلاح میں اسراف اس صورت میں صدق آتا ہے جب عقلاء کی نگاہ میں قبیح ہو۔

محقق اردبیلی

صرف المال فیما یستقبحه العقلاء أو فیما لا ینبغی [8]

آقا نراقی نے محقق اردبیلی کے نظریے کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ محقق اردبیلی کے مطابق اسراف سے مراد یہ ہے کہ مال کو ایسی جگہ خرچ کیا جائے جو عقلاء کی نگاہ میں قبیح ہو یا وہ مورد مال خرچ کرنے کے قابل نہ ہو

جناب طبرسی

والإسراف مجاوزة المقدار والإفراط بمعناه، وضدهما التقتیر[9]

اسراف کسی چیز کے اصل حد اور اندازہ سے بڑھ جانا اور افراط اسی اسراف کے معنی میں ہے ان دونوں کی ضد کفایت شعاری ہے

شیخ طوسی

---

[7]۔ راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، ص ۴۰۷

[8]۔ نراقی، ملا احمد، عوائد الایام، ج ۱، ص ۲۲۳

[9]۔ طبرسی، فضل بن حسن، مجمع البیان فی تفسیر القران، ج ۲، ص ۴۱۱

الإسراف هو مجاوزة حد الحق و هو افراط و غلو۔ اسراف حق کی حد سے بڑھنا ہے اسے افراط اور غلو بھی کہا جاتا ہے[10]

آیت اللہ خوئی

آیت اللہ خوئی اسراف کے اصطلاحی معنی کی وضاحت میں لکھتے ہیں کہ اسراف کو حرام قرار دینے والی دلیل میں مساجد کی سجاوٹ شامل نہیں ہے

لتقوّم الإسراف بفقد الغرض العقلائی[11] کیونکہ اسراف کا تصور ان صورتوں میں ہے جہاں کوئی غرض عقلائی نہ ہو۔

معاشی اور اقتصادی اسراف کا معیار کیا ہے؟

ہمارے لئے یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ اقتصادی اور معاشی اسراف کا معیار کیا ہے؟ یا اس کے حدود کیا ہے؟ تاکہ اس سے آگے بڑھ جانے کو اسراف کہا جاسکے دوسرے لفظوں میں کیا اس کا معیار مطلق ہے جو ہر کسی کے لئے ہر جگہ، ہر وقت لاگو ہوتا ہے؟ یا اسراف ایک امر نسبی ہے جو ہر فرد کے لئے زمان و مکان کے اعتبار ایک خاص معیار کا حامل ہے؟ اس سوال کا جواب ہمیں آئمہ معصومین (ع) کے فرامین میں ملتا ہے جیسا کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: مافوقَ الکَفافِ ، اسرافٌ[12]

اپنی ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے کو اسراف کہا جاتا ہے

امام صادق علیہ السلام اسراف کے مصادیق میں سے ایک مصداق کی طرف یوں اشارہ فرماتے ہیں: فکُلّ بِناء لَیسَ بِکَفافٍ فَهوَ وَبالٌ عَلی صاحِبِه یومَ القیامه[13] ہر وہ عمارت جو اس شخص کی ضرورت سے بڑھ کر ہو وہ قیامت کے دن اپنے مالک کے لئے وبال جان بن جائے گی۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں بھی آپ فرماتے ہیں: اَتَرَی اللّهَ ائتَمَنَ رَجُلاً عَلی مالٍ خَوَّلَ لَهُ آن یَشتَرِ فَرَساً بِعَشَرهِ آلافِ درهم وَ یَجزیَهُ بِعَشَرِینَ دِرهماً ... وَ قالَ لاتُسرِفوُا انَّهُ لا یُحبُّ المُسرِفین[14]

کیا تم مالدار ہونے کی وجہ سے یہ گمان کرتے ہو کہ اللہ نے تمھیں اجازت دی ہے کہ ہزار درہم والا گھوڑا خرید و جبکہ بیس درہم والے گھوڑے سے تمھاری ضرورت پوری ہو رہی ہو یہاں تک کہ امام علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: اسراف نہ کرو، اللہ اسراف کرنے والوں کو یقینا دوست نہیں رکھتا۔

معصومین علیہم السلام کے ان بیانات سے یہ واضح ہو گیا کہ ایسا خرچ جو انسان کی ضرورت سے بڑھ کر ہو غیر معقول اور اسراف شمار ہو گا کیونکہ پہلی روایت میں جو گھر انسان نے اپنی ضرورت سے بڑھ کر بنایا ہو اس کے مالک کے لئے وبال جان قرار دیا گیا اور دوسری روایت میں ایسے مہنگے وسائل نقلیہ خریدنے کو جو اس کے ضرورت سے بڑھ کر ہو اسراف قرار دیا گیا لیکن یہ معیار ایک امر نسبی ہے جو

---

[10]۔ طوسی، محمد بن حسن، التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۴، ص ۲۹۶
[11]۔ خوئی، سید ابوالقاسم، المستند فی شرح العروہ الوثقی، ج ۱۳، ص ۲۱۵
[12]۔ تمیمی آمدی، عبدالواحد بن محمد، غرر الحکم و درر الکلم، ج ۱، ص ۶۸۳
[13]۔ بروجردی، سید محمد حسین، جامع احادیث شیعہ، ج ۱۶، ص ۸۱۴
[14]۔ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ج ۷۹، ص ۳۰۴

ہر فرد کے وقار اور اس معاشرے کے حالات کے اعتبار سے جانچا جائے گا لھذا ممکن ہے ایک خرچ ایک فرد کی نسبت اس کی عین ضرورت کے مطابق ہو لیکن وہی خرچ دوسرے فرد کی نسبت اس کی ضرورت سے بڑھ کر اور اسراف شمار ہو۔

معیشت پر اسراف کے منفی اثرات قرآن واحادیث کی روشنی میں

دین مقدس اسلام ،اللہ کی دی ہوئی نعمتوں اور زندگی کی خوبصورتیوں کے صحیح استعمال کو جائز جبکہ ان میں اسراف کو حرام سمجھتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان اپنی صلاحیتوں ، قابلیت اور اہلیت کے تناسب سے معاشرے کے سامنے ذمہ دار ہے چونکہ اسراف کرنے والا شخص اپنی سماجی ذمہ داریوں کو ادا کرنے سے قاصر ہوتا ہے جس کی وجہ سے معاشرے پر کاری ضرب لگ جاتا ہے قرآن کریم نے اپنے پیروکاروں کو متوجہ کرتے ہوئے اس حقیقت کو سماجی مسائل کے پیرائے میں خوبصورت انداز سے بیان کیا ہے۔

وَ أَنْفِقُوا فی سَبیلِ اللَّهِ وَ لا تُلْقُوا بِأَیدیكمْ إِلَى التَّهْلُكةِ[15] اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

اس آیت مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مال و دولت کو اگر اللہ کی راہ میں ،معاشرے کے فائدے اور لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے میں خرچ نہ کیا جائے تو وہ اس معاشرے اور قوم کی تنزلی ، تباہی اور ہلاکت کا باعث بنتا ہے۔

بھوک وافلاس میں اضافہ

اسراف کا ایک نقصان جس کی طرف قرآن نے اشارہ کیا ہے وہ افلاس اور انسان کا دیوالیہ ہونا ہے بہت سے افراد اپنی بے پناہ دولت کی گھمنڈ میں اسراف کرتے ہیں چونکہ دولت مند ہیں اس لئے انہیں مستقبل کا کوئی خوف نہیں ہے جبکہ وہ اس بات سے بے خبر ہیں کہ اسراف بھوک وافلاس کا باعث بنتا ہے اگر یہ اسراف حد اعتدال سے بڑھ جائے اور شخص مسرف مغرورانہ طریقہ سے اسراف کو جاری رکھے تو کچھ ہی عرصہ میں وہ دیوالیہ ہو جائے گا اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالی نے سورہ نحل میں فرمایا: وضَرَبَ اللّهُ مَثَلاً قَرْيَةً كَانَت ءامِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّن كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّهِ فَأَذَاقَهَا اللّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُواْ يَصْنَعُونَ[16]

اور اللہ ایسی بستی کی مثال دیتا ہے جو امن سکون سے تھی، ہر طرف سے اس کا وافر رزق اسے پہنچ رہا تھا، پھر اس نے اللہ کی نعمات کی ناشکری شروع کی تو اللہ نے ان کی حرکتوں کی وجہ سے انہیں بھوک اور خوف کا ذائقہ چکھادیا۔

اسی آیت کی تفسیر میں امام الصادق (ع) سے روایت نقول ہے کہ آپ نے فرمایا: بنی اسرائیل کا ایک گروہ امیر اور انتہائی خوشحال زندگی گزار رہے تھے یہاں تک کہ انہوں نے کھانے پینے کی چیزوں سے چھوٹے چھوٹے مجسمے بنانا شروع کئے اور بعض اوقات کھانے

---

[15] ۔بقرہ، ۱۹۵

[16] ۔ نحل، ۱۱۲

پینے کی چیزوں سے ہی سے اپنا بدن صاف کرتے تھے لیکن بالآخران پر ایسا وقت آیا کہ اسی آلودہ غذا کو کھانے پہ مجبور ہو گئے قرآن میں خدا نے اسی قوم کی مثال دیتے ہوئے فرمایا: وضَرَبَ اللّهُ مَثَلاً قَريَةً [17]

زندگی میں تنگی اور سختی

ومَن اَعرَضَ عَن ذكرى فَانَّ لَهُ مَعيشَةً ضَنكًا ونَحشُرُهُ يَومَ القيامَة اَعمى قالَ رَبِّ لم حَشَرتَنى اَعمى وقَد كُنتُ بَصيرا قالَ كَذلكَ اَتَتكَ ءايتُنا فَنَسيتَها وكَذلكَ اليومَ تُنسى وكَذلكَ نَجزى مَن اَسرَفَ ولَم يُؤمن بآيات رَبِّه ولَعَذابُ الآخرَة اَشَدُّ واَبقى [18]

اور جس نے میرے ذکر (یعنی میری یاد اور نصیحت) سے روگردانی کی تو اس کے لئے دنیاوی معاش (بھی) تنگ کر دیا جائے گا اور ہم اسے قیامت کے دن (بھی) اندھا اٹھائیں گے، وہ کہے گا: پروردگارا! تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا حالانکہ میں تو بینا تھا؟ جواب ملے گا: ایسا ہی ہے! ہماری نشانیاں تیرے پاس آئی تھیں تو نے انہیں بھلا دیا تھا اور آج تو بھی اسی طرح بھلایا جارہا ہے اور ہم اسراف کرنے والوں اور اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان نہ لانے والوں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں اور آخرت کا عذاب تو زیادہ شدید اور تادیر باقی رہنے والا ہے۔

علامہ طباطبائی اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں: جس کے پاس سب کچھ خدا کی طرف سے ہو اگر وہ خدا کو بھلا دے تو در حقیقت وہ عبودیت، اعتدال اور حق کے راستے سے ہٹ گیا اور ایسا شخص مسرف اور حد سے تجاوز کرنے والا کہلائے گا لھذا اللہ انہیں دردناک دنیاوی عذاب میں مبتلا کرے گا (یعنی اس کی دنیاوی زندگی سخت ہو جائے گی) [19]

سرمائے کی تباہی

اس بات کو دیکھتے ہوئے کہ دنیامیں موجود ثروت میں تمام بشر برابر کے شریک ہیں لیکن چونکہ معاشرے کی عمومی مفاد اور قانون مالکیت، شخصی ملکیت پر مبنی ہے جس کا تقاضا ہے کہ معاشرے کا ہر فرد کل دولت کے ایک حصے کا مالک ہو اسی وجہ سے ہر فرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس بات کی طرف توجہ کرے کہ تمام بشر ایک ہی مجموعہ کا حصہ ہیں اور زمین پر موجود دولت کے ذخیرہ میں سب شریک ہیں لھذا دولت کے اس ذخیرہ کو اسراف سے روکنا بھی سب پر فرض ہے کیونکہ اسراف اس عظیم الہی نعمت کے تباہی کا باعث بنتا ہے جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرماتے ہیں

القصد مثراة و السرف مثواة [20] خرچ میں اعتدال اور میانہ روی مال، ثروت اور سرمائے میں اضافہ کا باعث جبکہ اسراف سرمائے کی تباہی کا باعث بنتا ہے

غربت و فقر

---

[17]۔ عروسی، حویزی، شیخ عبد علی، تفسیر نور الثقلین، ج ۳، ص ۹۱
[18]۔ طہ ۱۲۴، ۱۲۷
[19]۔ طباطبائی، محمد حسین، المیزان، ج ۱۴، ص ۳۳۲
[20]۔ حر عاملی، محمد بن حسن، ج ۱۵، ص، ۲۵۸

بلاشبہ اس وقت دنیا میں غربت اور فقر کی ایک اہم وجہ اسراف ہے جو لوگ خواہشات نفسانی کی تکمیل کے لئے بے حد و اندازہ خرچ کرتے ہوئے اعتدال اور میانہ روی کے دامن کو چھوڑ دیتے ہیں ایسے افراد کے مقدر میں غربت اور معاشی ناکامی کے سوا کچھ نہیں ہے جیسا کہ پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من بذّر افقره الله [21] جو شخص اپنا مال فضول خرچ کرے گا، اللہ اسے غریب کر دے گا۔ امام علی علیہ السلام نے فرمایا: مَا عَالَ مَنِ اقْتَصد [22] اعتدال پسند شخص غریب اور محتاج نہیں ہوتا۔

امام صادق علیہ السلام: انّ السرف یورث الفقر [23] اسراف فقر کا باعث بنتا ہے

امام موسی کاظم علیہ السلام: من اقتصد وقنع، بقیت علیه النعمة و من بذّر و اسرف زالت عنه النعمة [24] میانہ روی اور قناعت نعمتوں کی بقا کا باعث بنتا ہے، اسراف اور تبذیر نعمتوں کے زوال کا سبب بنتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ضمنتُ لمن اقتصد ان لایفتقر [25] میں ضمانت دیتا ہوں اس شخص کو جو (خرچ میں) میانہ روی اختیار کرے (اسراف نہ کرے) کہ وہ کبھی فقیر نہیں ہوگا۔

مذکورہ بالا آیات و روایات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اسراف کی تمام صورتیں سنت الہی کے خلاف ہے جب انسان اعتدال کی کیفیت سے نکلتا ہے تو اس کی زندگی کے مختلف شعبوں میں بگاڑ پیدا ہونا شروع ہوتا ہے بشر کی کامیابی، نجات اور ترقی اعتدال اور میانہ روی میں ہے جو بھی اعتدال اور میانہ روی کے دامن کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ دے گا وہ بلاشبہ مختلف آفتوں کا شکار ہو کر آخر کار مادی اور معنوی دونوں لحاظ سے نقصان اٹھائے گا۔

رہبر معظم کی نظر میں معیشت پر اسراف کے منفی اثرات

رہبر معظم نے فرمایا قناعت کے معاملے کو سنجیدگی سے لیں قناعت سے میرا مراد یہ نہیں کہ اللہ کی نعمتوں کو ہاتھ نہ لگائیں اور ان سے فائدہ نہ اٹھائیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ خرچ میں ایک حد اور اندازہ برقرار رکھیں، اسراف نہ کریں، اللہ کی نعمتوں کو ضائع نہ کریں اسلامی جمہوریہ ایران میں بعض ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن کی ان نعمتوں تک رسائی نہیں ہے یہ عدم رسائی اس وجہ سے نہیں کہ ہمارے پاس وسائل کی کمی ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ بغیر حساب وکتاب کے ان نعمتوں سے استفادہ کرنے کو اپنا حق سمجھتے ہیں، فضول خرچ ہوتے ہیں، الھی نعمتوں کو ضائع کرتے ہیں، کس قدر روٹیاں ضائع ہوتی ہے، کس قدر پکا ہوا کھانا ضائع ہوتا ہے، کتنے پھل ضائع ہوتے ہیں اور گھروں سے باہر پھینک دیا جاتا ہے ضرورت سے زیادہ کپڑے خرید لیا جاتا ہے پھر ایک بار کسی تقریب میں پہننے کے بعد گھروں اور صندوق میں پڑے رہتے ہیں یہ اسراف ہیں میں چاہتا ہوں کہ ملت عزیز

---

[21]۔ مجلسی، محمد، باقر، بحار الانوار، ج ۱۰۳، ص ۲۱

[22]۔ نہج البلاغہ، حکمت ۱۴۰

[23]۔ صدوق، محمد بن علی من لایحضرہ الفقیہ، ج ۳، ص ۱۷۴

[24]۔ حرانی ابن شعبہ، تحف العقول، قم ج ۱، ص ۴۰۳

[25]۔ صدوق، محمد بن علی، من لایحضرہ الفقیہ، ج ۲، ص ۶۴، ح ۱۷۲۱

جان لیں کہ اسراف حرام، گناہ اور خلاف شریعت ہے۔[26] ملکی معاشی مسائل کو حل کرنے کے لئے ایک راہ حل اسراف سے اجتناب کرنا ہے[27]

اسراف دشمن کے ایجنڈے کی تکمیل

دیکھیں کہ اسراف کیا کام کرتا ہے! روٹی میں اسراف، پانی میں اسراف، بجلی میں اسراف، تعمیراتی مواد میں اسراف، اسی طرح دوسرے مختلف اقسام کے سامان میں اسراف، اور بچوں کے کھلونوں میں اسراف! میرے عزیزو: یہ اسراف ملکی معیشت کے ساتھ وہی کام کرتا ہے جو دشمن چاہتا ہے دشمن ایک طرف تیل اور دوسری اقتصادی پابندیوں کے ذریعے ملکی معیشت کو نقصان پہچا رہا ہے تو دوسری طرف ہم خود اسراف کے ذریعے ان کے پروجیکٹ کو پایا تکمیل تک پہنچا رہے ہیں[28]

اسراف اقتصاد اور زندگی کی تباہی کا باعث

بد قسمتی سے ہم اسراف اور فضول خرچی کے مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں۔۔۔ کپڑوں میں اسراف، کھانے میں اسراف، زیورات میں اسراف اور اسی طرح زندگی کے مختلف شعبوں میں اسراف۔۔۔ یہی وہ چیز ہے جو زندگی کو برباد کرتی ہے اور معاشرے میں ناانصافی کو وجود میں لاتی ہے اور بالآخر یہی وہ چیز ہے جو معیشت کو بھی تباہ کرتی ہے۔[29]

اسراف کا فقہی حکم

تمام شرعی احکام اپنے خاص دلائل کے ذریعے ثابت ہوتے ہیں اور ان احکام کو حاصل کرنے کے فقہ امامیہ میں چار ذرائع ہیں یعنی کسی بھی حکم شرعی کو کم از کم ان چار ذرائع میں سے کسی ایک کے ذریعہ سے ثابت ہونا چاہیے بعض اوقات ممکن ہے ایک حکم شرعی ان تمام ذرائع سے ثابت ہو اور کبھی ان منابع میں دو یا تین کے ذریعے ثابت ہو اور وہ منابع درجہ ذیل ہیں

الف: کتاب خدا (قرآن مجید)

ب: سنت (قول، فعل و تقریر معصومین علیہم السلام)

ج: اجماع (اجماع مستقل طور پر قرآن و سنت اور عقل کے مقابل میں حجت نہیں ہے بلکہ اجماع کی حجیت کاشفیت قول معصوم کی وجہ سے ہے)

د: عقل

بلا شبہ فقہ امامیہ میں اسراف کا حکم اولی حرمت ہے اور اسراف کے حرمت کا حکم مذکورہ بالا چاروں ذرائع سے قابل اثبات ہے چنانچہ ہم ترتیب کے ساتھ ان منابع کو مورد بررسی قرار دینگے پہلا منبع جس کی طرف ہم رجوع کرینگے وہ اللہ کی کتاب قرآن کریم ہے لھذا قرآنی آیات کے ذریعے اسراف کی حرمت پر استدلال کو بیان کرینگے۔

---

[26] ۔ بیانات رہبری، ۷۲/۱/۴

[27] ۔ بیانات رھبری۱۳۹۳/۱۱/۲۹

[28] ۔ بیانات رھبری ۱۳۷۱/۱/۱

[29] ۔ بیانات رھبر ۱۳۹۵/۰۶/۳۰

۱۔کتاب خدا

اسراف کی حرمت کا حکم قرآن کریم میں واضح طور پر بیان ہوا ہے اسراف کے بارے قرآن کریم میں بہت سی آیات موجود ہیں ان میں سے چندایک کو ہم یہاں ذکر کریں گے ان آیات میں اسراف کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالی کی طرف سے شدید سرزنش اور خطاب کو دیکھ کر اسراف کی حرمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جیسا کہ ایک جگہ اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ مسرفین کو پسند نہیں کرتا۔ وَلَاتُسرِفُوا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ المُسرِفِینَ[30] اور خبر دار اسراف نہ کرنا کہ خدااسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔

ان کو ہدایت نہیں کرتا اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہدِی مَن ھوَ مُسرِفٌ کَذَّابٌ۔[31] بیشک اللہ اس شخص کو ہدایت نہیں کرتا جو اسراف کرنے والا اور بڑا جھوٹا ہو ایک جگہ اسراف کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے اِنَّ المُبَذِّرِینَ کَانُوا اِخوَانَ الشَّیٰطِینِ[32]

فضول خرچی کرنے والے یقینا شیاطین کے بھائی ہیں۔اور دوسری جگہ مسرفین کو مفسدین میں سے قرار دیا ہے۔وَلَا تُطِیعُوا اَمرَ المُسرِفِینَ الَّذِینَ یُفسِدُونَ فِی الاَرضِ وَ لَا یُصلِحُونَ[33] اُن بے لگام لوگوں کی اطاعت نہ کرو جو زمین میں فساد برپا کرتے ہیں اور کوئی اصلاح نہیں کرتے۔ایک اور جگہ اسراف کرنے والوں کو جہنمی قرار دیا گیا ہے۔وَاَنَّ المُسرِفِینَ ھم اَصحٰبُ النَّارِ[34] اور اسراف کرنے والے تو یقینا جہنمی ہیں۔اور اسراف کرنے والوں کو ہلاکت کا وعدہ دیا گیا ہے۔وَ اَھلَکنَا المُسرِفِینَ[35] اور ہم نے اسراف کرنے والوں کو ہلاک کر دیا۔بعض آیات میں پیغمبر اسلام اور دوسرے مسلمانوں کو اسراف کرنے اور مسرفین کی پیروی کرنے سے واضح طور پر کہا گیا ہے

وکُلُوا وَ اشرَبُوا وَ لَا تُسرِفُوا[36] وَلَا تُطِیعُوا اَمرَ المُسرِفِینَ[37] وَ لَا تُبَذِّر تَبذِیراً[38] اور کھاؤ پیو مگر اسراف نہ کرو اُن بے لگام لوگوں کی اطاعت نہ کرو اور (خبر دار) فضول خرچی نہ کرو۔

ان آیات میں موجود نہی حرمت پر دلالت کرتی ہے چونکہ ایک طرف کراہت پر قرینہ موجود نہیں تو دوسری طرف ان آیات کا لحن مسرفین کے بارے سخت ہے کیونکہ ان آیات میں اللہ تعالی نے اسراف کرنے والوں کو شیطان کا دوست اور جہنمی قرار دینے کے علاوہ ان کو ہلاکت اور سخت عذاب کا وعدہ بھی دیا ہے پس اس بنا پر اسرف کی حرمت کا حکم قرآن سے واضح طور پر ثابت ہوا۔

۲۔سنت

---

[30]. انعام ۱۴۱
[31]. غافر ۲۸
[32]. اسراء ۲۷
[33]۔ شعراء ۱۵۱ و ۱۵۲
[34]۔ غافر ۴۳
[35]۔ انبیاء ۹
[36]۔ اعراف ۳۱
[37]۔ شعراء ۱۵۱
[38]۔ اسراء ۲۶

آئمہ معصومین علیہم السلام سے اسراف کی مذمت میں بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں ہم یہاں ان میں سے کچھ کا ذکر کریں گے یہ روایات مختلف طریقوں سے اسراف کی حرمت کو بیان کرتی ہیں احادیث کا ایک گروہ اسراف کے دنیاوی اور اخروی نقصانات (فقر، دعا کا قبول نہ ہونا، بیماری، برکت میں کمی، غضب الہی۔۔) کو بیان کرتے ہوئے اسراف کے قبیح ہونے پر دلالت کرتی ہے

جیسا کہ امام صادقؑ نے فرماتے ہیں :اِنَّ مَعَ الاسْرافِ قِلَّةَ الْبَرَکَةِ[39] اسراف برکت میں کمی کا باعث ہے اسی طرح حضرت علیؑ نے اسراف کو سرمایہ کی تباہی اور نابودی کا باعث قرار دیا جنانچہ آپؑ فرماتے ہیں :اَلْقَصْدُ مَثْراةٌ وَالسَّرَفُ مَتْواةٌ[40] خرچ کرنے میں اعتدال اور میانہ روی مال میں اضافے کا باعث جبکہ اسراف مال کی تباہی اور نابودی کا باعث بنتا ہے-امام کاظم علیہ السلام نے اسراف کو نعمت الہی کے زائل ہونے کا باعث قرار دیا۔ وَمَن بَذَّرَ وَاَسْرَفَ زالَتْ عَنْهُ النِّعْمَةُ[41] جو شخص اسراف کرے اس کی نعمت زائل ہو جائے گی۔

دوسری جگہ حضرت علی علیہ السلام نے اسراف کو فقر و تنگدستی کا باعث قرار دیا: مَنْ افْتَخَرَ بِالتَّبْذیرِ اِحْتَقَرَ بِالْاَفْلاسِ[42] جو شخص بھی فضول خرچ پر فخر کرے فقر و تنگدستی کے ذریعے اس کی تحقیر ہو گی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام اسراف کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ جو اسراف کرے اس کی دعا قبول نہیں ہوتی چنانچہ آپؑ نے فرمایا: اَرْبَعَةٌ لا تُسْتَجابُ لَهُمْ دَعْوَةٌ... وَ رَجُلٌ کانَ لَهُ مالٌ فَأَفْسَدَهُ فَيَقُولُ اللهمَّ ارْزُقْنی فَيُقالُ لَهُ أَلَمْ آمُرْكَ بِالاقْتِصادِ[43]

چار گروہ ایسے ہیں جن کی دعا قبول نہیں ہوتی۔۔۔۔۔۔اور وہ شخص جو اپنے مال و دولت کو ضائع کر کے کہتا ہوا ے میرے اللہ مجھے روزی عطا فرما اس سے کہا جائے گا: کیا تمھیں میانہ روی سے خرچ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا؟ دوسری جگہ امام جعفر صادق علیہ السلام اسراف کے حوالے یوں فرماتے ہیں کہ اسراف ایسی چیز ہے جو اللہ کو غضبناک کر دیتی ہے-اِنَّ السَّرَفَ اَمرٌ یُبْغِضُهُ اللهُ[44] بعض دوسری احادیث میں اسراف سے صراحت کے ساتھ منع کیا گیا ہے اور اہل ایمان کو مسرفین کی پیروی سے منع کیا گیا ہے اور بعض احادیث میں صریح طور پر اسراف کو گناہ بلکہ گناہ کبیرہ قرار دیا گیا ہے *جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:* وتجتنبوا التبذير و الاسراف[45] *اسراف اور فضول خرچی سے بچو۔* ایک اور جگہ آپ (ع) نے فرمایا :عَلَيْكَ بِتَرْكِ اَلتَّبْذِيرِ وَ اَلْإِسْرَافِ[46]

تم پر واجب ہے کہ اسراف اور فضول خرچی کو ترک کرو۔اسی طرح بحار الانوار میں امام صادقؑ سے منقول روایت میں آپ نے گناہان کبیرہ کو گنتے ہوئے اسراف کو گناہ کبیرہ میں سے شمار فرمایا ہے: والكبائر محرمة وهي :الشرك بالله عزوجل ، وقتل النفس

---

[39]۔ کلینی، ابو جعفر محمّد بن یعقوب بن اسحاق، الکافی، ج ۴، ص ۵۵، حدیث ۳

[40]۔ کلینی، ابو جعفر محمّد بن یعقوب بن اسحاق، الکافی، ص ۵۲، حدیث ۴

[41]۔ابن شعبہ حرانی ، تحف العقول ، ج۱ ص ۴۰۳

[42]۔ لیثی واسطی، علی بن محمد، عیون الحکم والمواعظ ، ج۱ص ۴۶۴ ، ح ۸۴۵۲

[43]۔ کلینی ، ابو جعفر محمّد بن یعقوب بن اسحاق، الکافی، ج ۲، ص ۵۱۱

[44]۔نراقی، ملا محمد مھدی، جامع السعادت ، ج ۲ ، ص ۱۰۹

[45]۔*نوری محدث، میرزا حسین، مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، ج ۱۵، ص ۲۶۶*

[46]۔ تمیمی، عبد الواحد بن محمد، غرر الحکم و درر الکلم ، ج۱، ص ۴۴۵

التي حرم الله تعالی ....و الاسراف ، والتبذیر [47] کبیرہ گناہ جن سے منع کیا گیا ہے وہ خدا کے ساتھ شرک کرنا، نفس محترمہ کو قتل کرنا...............اور اسراف و فضول خرچی کرنا ہے

معصومین علیہم السلام کے فرامین میں ان جیسی بہت ساری احادیث موجود ہیں جن کے مطالعہ سے اسراف کی حرمت میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔

۳۔ عقل

عقل کی طرف سے کسی چیز کو حرام قرار دینے کا مطلب ہے کہ وہ چیز عقل کے نزدیک قبیح ہے یعنی جب عقل کسی چیز کو قبیح سمجھتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو چیز عقلی اعتبار سے حرام ہے اور جب دیگر شواہد کو ساتھ ملائے تو یہ قاعدہ بنتا ہے کلما حکم بہ العقل حکم بہ الشرع اسراف کے مسئلہ پر اسلامی نقطہ نظر سے قطع نظر، کوئی بھی عقل مند اسراف کی قبح کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے کیونکہ بغیر کسی وجہ اور دلیل کے اپنے اور دوسروں کی اموال کو تباہ اور برباد کرنے کا کوئی عقلی جواز نہیں ہے اور اس مسئلے کو سمجھنے کے لیے تعلیم کی ضرورت نہیں عقل فطری اور عرفی سے بآسانی سمجھ اور تصدیق ہو جاتی ہے کیونکہ انسان فطرتاً ایک ایسی مخلوق ہے جو ہر وقت اپنے آرام و آسائش کی تلاش میں رہتا ہے اور وہ اسے حاصل کرنے کے لئے دن رات محنت بھی کرتا ہے اور ساتھ ہی بچت اور اپنے اموال کی حفاظت ان چیزوں میں سے ہے جسے ہر عقلمند شخص پسند کرتا ہے تاکہ مشکل وقت میں ان اموال سے استفادہ کیا جا سکے جبکہ اس کے مقابلہ میں ان اموال کو ضائع کرنے کو عقل کے نزدیک قبیح اور عقلا اس شخص کی مذمت کرتے ہیں۔

مرحوم طبرسی

مرحوم طبرسی فرماتے ہیں کہ کوئی بھی ایسا کام اور مال کا خرچ کرنا جو عقل کے نزدیک قبیح ہو اور اس کے مالک کو نقصان پہنچائے اسراف اور حرام ہے۔[48]

رہبر معظم آیت اللہ خامنہ ای

اسراف ایک ایسا برا کام ہے جو شرعی نقطہ نگاہ سے گناہ اور حرام ہے عقلاء عالم اور ملکی نظم و نسق کے نقطہ نگاہ سے بھی ممنوع اور بری چیز ہے، ہر ایک پر فرض ہے کہ اسراف نہ کریں[49]

۴۔ اجماع

اسراف کی حرمت کو ثابت کرنے کے لیے قرآن و سنت اور عقل کے علاوہ شیعہ فقہاء نے اجماع کا دعویٰ بھی کیا ہے ہم یہاں جناب نراقی کے اجماع کے دعوے (جو کہ اجماع منقول ہے) کو ذکر کے ساتھ کچھ دیگر فقہاء کے اقوال بھی ذکر کرینگے جنھوں نے اسراف کی حرمت کو ضروریات دین میں سے قرار دیا ہے۔

---

[47]۔ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ج ۱۰، ص ۲۲۹

[48]۔ طبرسی، فضل بن حسن، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، ج ۴، ص ۴۱۳

[49]۔ پیام نوروزی، ۱۳۷۵

نظر مرحوم نراقی

مرحوم نراقی نے فوائد الایام میں اسراف کی حرمت پر قطعی اجماع کے دعوے کے علاوہ اسراف کی حرمت کو ضروریات دین میں سے بھی قرار دیا ہے وہ اس طرح لکھتے ہیں وهو مما لا كلام فيه و يدل عليه الإجماع القطعي بل الضرورة الدين والآيات كثيره والاخبار المتعددة[۵۰]

جناب جزایری

انھوں نے بھی اسراف کو قرآن وسنت کے علاوہ ضروریات دین کی بناپر حرام قرار دیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں
وهوثبوة حرمة الإسراف والتضييع بضرورة الدين وبالآيات الكثيرة والاخبار المتضافرة[۵۱]

آصف محسنی

آیت اللہ آصف محسنی امام صادقؑ کی حدیث (ضرر بدن) کے بناپر اسراف کو حرام قرار دیتے ہیں اور تمباکو کے استعمال کے حوالے سے بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ علم طب کے بناپر تمباکو کے استعمال کے نقصانات کسی سے پوشیدہ نہیں اور اس کے استعمال سے پھیپھڑوں کا کینسر اور اس جیسی مختلف بیماریاں جنم لیتی ہیں اور اس طرح کی چیزیں ما اتلف المال واضر البدن کے دائرہ میں آتی ہے بعض اسلامی فرقوں نے اس کے نقصان کی وجہ سے اسے حرام قرار دیا ہے۔

پھر وہ صغری اور کبری بناکر فرماتے ہیں:انه إسراف والإسراف حرام ....لاشك في صحة الكبرى وحرمة الإسراف حتى جعل القرآن الكريم المبذرين إخوان الشياطين[۵۲]

یہ اسراف ہے اور اسراف حرام ہے کبری کے صحت اور اسراف (قرآن کریم نے مسرفین کو شیطان کے بھائی قرار دیا ہے) کے حرام ہونے کے بارے میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے۔

---

[۵۰]۔ نراقی، ملا احمد بن محمد مھدی، عوائد الایام فی بیان قواعد الاحکام، ج۱، ص۲۱۷
[۵۱]۔ جزائری، سید محمد جعفر مروج، ھدی الطالب فی شرح المکاسب، ج۶، ص۶۲۲
[۵۲]۔ قندھاری، محمد آصف محسنی، الفقہ و مسائل طیبہ، ج۱، ص۳۴۱

نتیجہ

اسراف معاشی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اسراف کا مطلب یہ ہے کہ انسان حد اعتدال سے آگے نکل جائے قرآن، حدیث، عقل اور اجماع کے نقطہ نگاہ سے اسراف کی حرمت میں کوئی شک نہیں اور قرآن و حدیث میں اسے گناہ کبیرہ میں سے شمار کیا گیا ہے اسلامی قوانین اور اصولوں کے مطابق زندگی کے تمام پہلو میں اعتدال ہونا چاہئے البتہ خرچ کرنے میں اعتدال و میانہ روی کا معیار عرف ہے لہذا ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ معاشرے میں اپنے مقام کے مطابق اپنی زندگی کو ایڈجسٹ کرے یعنی جو خرچ انسانی زندگی کی سماجی حیثیت اور وقار کے مطابق ہو وہی اعتدال و میانہ روی ہے اور جو خرچ اس حد (یعنی اپنی حیثیت) سے بڑھ کر ہو وہ اسراف ہے۔ اسراف کے انفرادی، معاشرتی اور معاشی نقصانات ہے مسرف اللہ کی ہدایت سے محروم، غضب خداوندی میں گرفتار اور اس کی نعمتوں سے غافل ہو کر غربت اور عذاب اخروی کو اپنا مقدر بنالیتا ہے۔

منابع

۱. قرآن کریم

۲. نہج البلاغہ

۳. ابن منظور، ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرّم، (۱۴۱۴ھ) لسان العرب ، دار صادر، بیروت، الطبعہ الثالثہ

۴. الشرباصی، احمد (۱۴۰۱ق–۱۹۸۱م) المعجم الاقتصادی الاسلامی، بیروت، دار الجیل

۵. الہامی نیا، علی اصغر و ہمکاران (۱۳۸۴ش)، اخلاق اقتصادی، تہران ، ادارہ آموزش عقیدتی سیاسی نمایندگی ولی فقیہ در سپاہ

۶. بروجردی، سید محمد حسین (۱۳۷۳ ش) جامع احادیث شیعہ، قم، نشر الصحف

۷. تمیمی آمدی، عبدالواحد بن محمد (۱۴۱۰ق) غرر الحکم ودرر الکلم، قم، دار الکتاب الاسلامی

۸. جزائری، سید محمد جعفر مروج (۱۴۱۶ق) ھدی الطالب فی شرح المکاسب، قم، موسسہ دار الکتاب

۹. حرانی، ابن شعبہ (۱۳۶۳ش–۱۴۰۴ق) تحف العقول ، قم، مؤسسہ نشر الاسلامی (التابعہ) لجماعۃ المدرسین

۱۰. حر عاملی، محمد بن حسن (بی تا) وسائل الشیعہ، قم، ط الاسلامیہ

۱۱. خامنہ ای، سید علی حسینی،، بیانات رہبری

۱۲. خوئی، سید ابوالقاسم، (۱۴ق.-۲۰م.-۱۳) المستند فی شرح العروہ الوثقی،، قم، موسسہ احیاء آثار الامام الخوئی

۱۳. راغب اصفہانی، حسین بن محمد (۱۴۱۲ق) المفردات فی غریب القرآن، دمشق، دار العلم الشامیہ

۱۴. صدوق، محمد بن علی (۱۴۱۳ق) من لایحضرہ الفقیہ ، قم، دفتر انتشارات اسلامی وابستہ بہ جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ

۱۵. طبرسی، فضل بن حسن (۱۳۷۴ش) مجمع البیان فی تفسیر القرآن، تہران، انتیشارات ناصر خسرو

۱۶. طوسی، محمد بن حسن (بی تا) التبیان فی تفسیر القرآن، بیروت، دار احیاء التراث العربی

۱۷. طباطبائی، محمد حسین (بی تا) المیزان، قم، منشورات اسماعیلیان

۱۸. طبرسی، فضل بن حسن (۱۴۱۵ق-۱۹۹۵م)، مجمع البیان فی تفسیر القران، بیروت-لبنان، مؤسسہ الأعلمی للمطبوعات

۱۹. عروسی حویزی، شیخ عبد علی، (۱۴۱۵ق) تفسیر نور الثقلین، قم، اسماعیلیان

۲۰ فراہیدی، خلیل بن احمد (۱۴۱۰ق) کتاب العین، قم، انتشارات ہجرت

۲۱. قندہاری، محمد آصف محسنی، (۱۴۲۶ق) الفقہ و مسائل طبیہ، قم، بوستان کتاب دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ

۲۲. کلینی، ابو جعفر محمّد بن یعقوب بن اسحاق (۱۴۰۷ق) الکافی، تہران، دار الکتب الاسلامیہ

۲۳. لیثی واسطی، علی بن محمد، (۱۴۱۸ق- ۱۳۷۶ش) عیون الحکم والمواعظ، قم، موسسہ فرہنگی دار الحدیث

۲۴. مجلسی، محمد باقر (۱۴۰۳ق) بحار الأنوار، ط بیروت، مؤسسہ الوفاء

۲۵. نراقی، احمد بن محمد مہدی، (۱۴۰۸ھ) عوائد الایام، قم،، ناشر مکتبہ بصیرتی، طبع ثالث

۲۶. نراقی ملا محمد مہدی (بی تا)، جامع السعادت، بیروت مؤسسہ الأعلمی للمطبوعات

۲۷. نوری محدث، میرزا حسین (۱۴۰۸ھ ق) مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل، بیروت، موسسہ آل البیت